مین بھی فیض آباد کی رہنے والی ہون۔

نواب - آہ ہاہ - آپ بھی فیض آباد کی ہین -

اکبر علیخان - مگر اِس مردود کا کوئی بندوبست کرنا چاہیئے - ایسے مین یہین کہین ہے۔ عجب کہین گرفتار ہو جائے یہ کہہ کے سلار بخش کو آواز دی - قلمدان منگایا -

تھانہ قریب تھا - تھانہ دار صاحب کو رقعہ لکھا -

تھوڑی دیر مین تھانہ دار صاحب مع دس بارہ سپاہیون کے آموجود ہوے - مین نے جو دیکھا تھا اون سے کہدیا - گانون سے پاسی بلوائے گئے - پہلے اوس موقع پر جاکر ڈھونڈھا - تکیہ پر فقیر سے کسی قدر سراغ اور ملا - ایک سپاہی کو ایک اشرفی شاہی زمانے کی ملی - وہ تھانہ دار صاحب کے پاس لے آیا -

تھانہ دار - خدا چاہے تو مع مال گرفتار ہو -

تھانہ دار صاحب نے واقعی اچھا بندوبست کیا - سپاہیون نے بھی خوب ہی تگ ودو کی - آخر تین بجے رات کو نگاگنج مین گرفتار ہوا - صبح ہوتے ہوتے تالاب پر پہونچگیا - تلاشی مین چوبیس اشرفیان برآمد ہوئین - مین شناخت کے لیے بلائی گئی - میری شناخت کے علاوہ دو سپاہیون نے بھی پہچانا - دس بجے چالان لکھنؤ کو روانہ ہوا -

مرزا رسوا - اچھا تو پھر اوسکا حشر کیا ہوا - اِس قصے کو جلدی ختم کیجیے -

امراؤ - ہوا کیا - کوئی دو مہینے کے بعد معلوم ہوا پھانسی ہوگئی - واصل جہنم ہوا -

---

نہ پوچھ نامۂ اعمال کی دلآویزی
تمام عمر کا قصہ لکھا ہوا پایا

مرزا رسوا صاحب! جب آپ نے میری سوانح عمری کا مسودہ مجھے نظر ثانی کرنے کے لئے دیا تھا - مجھے ایسا غصہ آیا کہ جی چاہتا تھا - پرزے پرزے کرکے پھینک دون - بار بار یہ خیال آتا تھا کہ زندگی مین کیا ہمکو روسیاہی ہوئی ہے کہ اوسکا افسانہ بعد مرنے کے بھی باقی رہے - کہ لوگ اوسے پڑھین - اور مجکو لعنت ملامت کیا کرین - مگر مزاج کی کسالی اور آپ کی محنت کے لحاظ نے ہاتھ روک لیا -

اتفاقاً کل شب کو بارہ بجے کے قریب سوتے سوتے آنکھ کھل گئی۔ مین حسب معمول کمرے مین تنہا تھی۔ مامائین۔ خدمتگار۔ سب نیچے مکان مین سو رہے تھے۔ میرے سرہانے لمپ روشن تھا پہلے تو بڑی دیر تک کروٹین بدلا کی۔ چاہتی تھی سو جاؤن۔ کسی طرح نیند نہ آئی۔ آخر اوٹھی۔ پان لگا کے کھایا۔ ماما کو پکارا۔ حقہ بھروایا۔ پھر پلنگ پر جا لیٹی۔ حقہ پینے لگی۔ جی مین آیا۔ کوئی کتاب دیکھون۔ بہت سے قصے۔ کہانی کی کتابین سرہانے الماری مین رکھی تھین۔ ایک ایک کو اوٹھا اوٹھا کے ورق اولٹے پلٹے۔ مگر وہ سب کئی کئی مرتبہ کی دیکھی ہوی تھین۔ جی نہ لگا۔ بند کر کے رکھدین آخر اوسی مسودے پر ہاتھ جا پڑا۔ خفقان کی شدت تھی۔ سچ مچ مین نے اوسکے چاک کرنے کا مصمم قصد کر لیا۔ چاک کیا ہی چاہتی تھی کہ یہ معلوم ہوا۔ جیسے کان مین کوئی کہہ رہا ہے۔

"اچھا امراؤ۔ بالفرض اسے تمنے پھاڑ کے پھینکدیا۔ جلا دیا۔ تو اس سے کیا ہوتا ہی۔ تمام عمر کے واقعات جو خدائے عادل و توانا کے حکم سے فرشتون نے مفصل اور مشرح لکھے ہین اونھین کون مٹا سکتا ہے؟"

اس غیبی آواز سے میرے ہاتھ پاؤن لرزنے لگے۔ قریب تھا کہ مسودہ ہاتھ سے گر پڑے۔ مگر پھر مینے اپنے تئین سنبھالا۔ چاک کر ڈالنے کا خیال تو بالکل دل سے محو ہو گیا تھا۔ جی چاہا الماری پر جہان سے اوٹھایا تھا۔ وہین رکھدون۔ پھر اکبارگی یون ہی بلا قصد پڑھنا شروع کیا۔ پہلا صفحہ جب تمام ہو گیا۔ ورق اولٹا۔ دو چار سطرین اور پڑھین۔ اوسوقت مجھے اپنی سرگذشت سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی کہ جس قدر پڑھتی جاتی تھی جی چاہتا تھا اور پڑھون۔ اور قصون کے پڑھنے مین مجھے ایسا لطف کبھی نہ آیا تھا۔ کیونکہ اونکو پڑھتے وقت یہ خیال پیش نظر رہتا تھا کہ یہ سب بنای ہوی باتین ہین۔ درحقیقت کوئی اصل نہین۔ یہی خیال قصے کو بے مزہ کر دیتا تھا۔ میری سوانح عمری مین جو امور آپنے قلمبند کیے ہین وہ سب بچشم گذرے ہین۔ اسوقت وہ سب گویا میری آنکھون کے سامنے تھے۔ ہر واقعہ اصلی حالت مین نظر آتا تھا۔ اور اس سے طرح طرح کے اثر میرے دل و دماغ پر طاری ہوتے تھے۔ جبکا بیان بہت ہی دشوار ہے۔ اگر کوئی مجھے اس حالت مین دیکھتا تو اونکو میری دیوانگی مین کوئی شک

نہ رہتا۔ کبھی تو مین بے اختیار ہنس پڑتی تھی۔ کبھی ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے تھے۔ غرضکہ عجیب کیفیت تھی۔ آپنے فرمایا تھا۔ جا بجا بناتی جانا۔ یہان اسکا ہوش کیسے تھا۔ پڑھتے پڑھتے صبح ہوگئی۔ اب مین اوٹھی۔ وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ پھر تھوڑی دیر سو رہی صبح کو کوئی آٹھ بجے آنکھ کھلی۔ ہاتھ منہ دھوکے پھر پڑھنے لگی۔ بارے سر شام سارا مسودہ پڑھ چکی۔

تمام قصے مین وہ تقریر آپ کی مجھے بہت ہی دلچسپ معلوم ہوئی۔ جہان آپ نے نیکبختون اور خراب عورتون کا مقابلہ کرکے اونکا فرق بتایا ہے۔ واقعی نیکبخت عورتون کو جس قدر فخر ہو زیبا ہے۔ اور ہم ایسی بازاریون کو اون کے اس فخر پر بہت ہی رشک کرنا چاہیئے۔ مگر ساتھ اوسکے یہ خیال آیا۔ کہ اس باب مین بخت و اتفاق کو بھی بہت کچھ دخل ہے۔ میری خرابی کا سبب وہی دلاور خان کی شرارت تھی۔ نہ وہ مجھے اوٹھا لاتا۔ اور نہ اتفاق سے مین خانم کے ہاتھ فروخت ہوتی۔ نہ میرا یہ لکھا پورا ہوتا۔ جن امور کی بڑائی مین اب مجھے کوئی شبہہ نہین رہا۔ اور اسی لیے ایک مدت ہوئی کہ مین اون سے بیزار اور تائب ہون۔ اوس زمانے مین اونکی حقیقت مجھے کسی طرح نہین معلوم ہوسکتی تھی۔ نہ ایسا کوئی قانون مجھے بتایا گیا تھا کہ مین اون سے اجتناب کرتی۔ اور اگر ایسا نہ کرتی تو مجھے سزا دیجاتی۔ مین خانم کو اپنا مالک اور حاکم تصور کرتی تھی۔ اِسلیئے اون سے بہت ڈرتی تھی۔ اور حتی الامکان ایسا کوئی کام نہ کرتی تھی جو اونکی مرضی کے خلاف ہو۔ اور اگر کرتی بھی تو بہت چھپا کے۔ تاکہ اونکی مار اور جھڑکیون سے بچ سکون۔ اگرچہ خانم نے مجھے زندگی بھر پھول کی چھڑی بھی نہین چھوائی۔ مگر خوف غالب تھا۔

جن لوگون مین مینے پرورش پائی تھی جو اونکا طریقہ تھا۔ وہی میرا بھی تھا۔ مین نے اوس زمانے مین کبھی کسی مذہبی عقیدے پر غور نہین کیا اور میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی حالت مین نہ کرتا۔

آرضی و سماوی حادثے جنکا کوئی وقت مقرر نہین ہے۔ مگر جب واقع ہوتے ہین تو دلون مین ایک خاص قسم کی دہشت سما جاتی ہے۔ مثلاً زور سے باول کا گرجنا۔ بجلی کا چمکنا۔ آندھیون کا آنا۔ اولون کا گرنا۔ یا زلزلے کا آنا۔ سورج گہن

یا چاند گہن - قحط سالی - وبا - وغیرہ - ایسے امور اکثر خدائی غضب کی علامتین سمجھی جاتی تھین - پھر مینے دیکھا کہ لوگون کے بعض اعمال کی وجہ سے وہ دفع دفع ہو گئین - مگر یہ بھی دیکھا کہ بہت سی آفتین - دعا - تعویذ - ٹونے - ٹوٹکے - کسی بات سے نہ ٹلین - ایسے امور کو لوگ خدا کی مرضی - تقدیر یا آسمانی کی طرف منسوب کر دیا کرتے ہین - مذہبی احکام مجکو مفصل نہ پہونچے تھے - اور نہ ثواب و عذاب کا مسئلہ اچھی طرح سمجھایا گیا تھا - اسلیے اِن باتون کا اثر میرے دل پر نہ تھا - بیشک اوس زمانے مین میرا کوئی مذہب نہ تھا - صرف جو اور لوگون کو کرتے دیکھتی تھی - وہی آپ بھی کرنے لگتی تھی - اوس وقت مین میرا کوئی مذہب ہی نہ تھا - تقدیر پر مین بہت ہی شاکر تھی - جو کام مین کاہلی سے نہ کر سکتی - یا میری بے وقوفی سے بگڑ جاتا - اوسکو تقدیر کے حوالے کر دیتی - فارسی کتابون کے پڑھنے سے آسمان کی شکایت کرنے کا مضمون میرے ہاتھ آ گیا تھا - اور جب میرا کوئی مطلب فوت ہو جاتا تھا - یا اور کسی وجہ سے مجھے کچھ ملال پہونچتا تھا - تو جا و بیجا فلک کی شکایتین کیا کرتی تھی -

ہم بھی ہین مختار لیکن اسقدر بے اختیار
جب ہوئے مجبور قسمت کو برا کہنے لگے

مولویصاحب - بوا حسینی - اور بڈھے بوڑھیان جب اگلے زمانے کی باتین کرتے تھے تو اوس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمانے سے بہت ہی اچھا تھا - اسلیے اونکی طرح مین بھی اوس زمانے کی غائبانہ تعریف اور زمانۂ موجودہ کی بلاوجہ مذمت کیا کرتی تھی - مین کمبخت اسباب کو نہ سمجھی کہ بڈھے - بڑھیان جو اگلے وقتون کی تعریفین کرتے ہین اوسکا سبب یہ ہے کہ اپنی اپنی جوانی کے دن سبکو بھلے معلوم ہوتے ہین - اسلیے دنیا بھلی معلوم ہوتی ہے - "خود زندہ - جہان زندہ - خود مردہ - جہان مردہ" سن رسیدہ لوگون کے دیکھا دیکھی جوانون نے بھی اونھین کا وطیرہ اختیار کر لیا ہے - اور چونکہ یہ غلط فہمی ایک مدت سے چلی آتی ہے اسلیے اب عموماً سب کو اسکی عادت سی ہو گئی ہے -

جوان ہونے کے بعد مین عیش و آرام مین پڑ گئی تھی - اِس زمانے مین گا بجا کے مردون کو رجھانا میرا خاص پیشہ تھا - اِسمین بمقابلہ اور ساتھ والیون کے جس قدر

کامیابی پانا کامیابی مجکو ہوتی تھی وہی میری خوشی یا رنج کا اندازہ تھا میری صورت بہ نسبت اورون کے کچھ اچھی نہ تھی - مگر فن موسیقی کی مہارت اور شعر و سخن کی قابلیت کی وجہ سے مین سب سے بڑھی چڑھی رہی - اپنی ہم پیشہ عورتون مین مجھے ایک خاص قسم کا امتیاز حاصل تھا - مگر اس سے کچھ نقصان بھی ہوا - وہ یہ کہ جس قدر میری عزت زیادہ ہوتی گئی اوتنا ہی خیال خودداری کا میرے دل مین پیدا ہوتا گیا - جہان اور رنڈیان بیباکیون سے اپنا مطلب نکال لیجاتی تھین - مین منہ دیکھتی رہجاتی تھی مثلاً اونکا یہ ایک عام قاعدہ تھا کہ ہر کس و ناکس سے کسی نہ کسی قسم کی فرمایش ضرور کر دینا چاہیئے - مجھے اس سے شرم آتی تھی - یہ خیال آتا تھا کہ ایسا نہو انکار کر دے تو خفت ہوگی - اور نہ ہر شخص سے مین بہت جلد بے تکلف ہو جاتی تھی - میری اور ساتھ والیون کے پاس جب کوئی آ کے بیٹھتا تھا تو اونکو سب سے زیادہ فکر اسکی ہوتی تھی کہ یہ کہان تک دیسکتا ہے - اور ہم کہان تک اس سے لے سکتے ہین - میرا بہت سا وقت اوس شخص کی ذاتی لیاقت حسن اخلاق کے اندازہ کرنے مین صرف ہو جاتا تھا - مانگنے کی عادت کو مین معیوب سمجھنے لگی تھی

اسکے علاوہ اور باتین بھی مجھ مین رنڈی پنے کی نہ تھین - اسلیئے میری ساتھ والیون مین سے کوئی مجھے ناک چوٹی گرفتار - کوئی خفقانی - کوئی بے وقوف - کوئی دیوانی سمجھتی تھی - مگر مین نے اپنی کی - کسی کی نہ سنی -

پھر وہ زمانہ آیا کہ مین رنڈی کے ذلیل پیشہ کو عیب سمجھنے لگی - اور اوس سے دست بردار ہو گئی - ہر کس و ناکس سے ملنا چھوڑ دیا - صرف ناچ - مجرے پر بسر اوقات رہگئی - یا کسی رئیس نے نوکر رکھا تو نوکری کر لی - رفتہ رفتہ یہ بھی ترک کر دیا -

جب مین اون افعال سے تائب ہوئی جنکو مین نے اپنے نزدیک برا سمجھ لیا تھا - تو اکثر میرے جی مین آیا کہ کسی مرد آدمی کے گھر پڑ جاؤن - لیکن پھر یہ خیال آیا کہ لوگ کہین گے - "آخر رنڈی تھی نا - کفن کا چونگا کیا" مرزا صاحب شاید آپ اس محاورے کو نہ سمجھین مطلب اسکا یہ ہے کہ جب کوئی رنڈی سن سے اوتر کے کسی کے گھر بیٹھ جاتی ہے تو تجربہ کار تماشبین اوسکی نسبت کہا کرتے ہین کہ اوس رنڈی نے کفن کا چونگا کیا - یا "مرتے مرتے کفن لے مری" یعنی اپنے دام بچائے اور از راہ فریب تماشبین پر اپنی تجہیز و تکفین کا بار ڈالا - اس مثل سے رنڈیون کی بیحد خود غرضی - لالچ - اور فریب کا ثبوت ملتا ہے - اسمین کچھ شک نہین کہ ہم لوگ ایسے ہی ہوتے ہین - غرض سمجھیے کہ مین سچ مچ تائب ہو گئی - اور اب انتہا کی نیک ہون - مگر اسکو سوائے خدا کے کون جانتا ہے - کسی شخص کو میری نیکی کا یقین نہین ہو سکتا -

پھر اگر اسحالت مین کسی سے محبت کرون اور اوس محبت کی بنا سراسر خلوص اور نیک نیتی پر ہو اور مجھی خاص وہ شخص اور اسکے سوا اور جو لوگ دیکھین یا سنین گے کبھی یقین نہ لائین گے پھر محبت کرنا بھی بے سود ہوگا۔ لوگ مشہور کرتے ہین کہ میرے پاس دولت ہے اسلیے اکثر لوگ اس سن مین بھی میری خواہش کرتے ہین۔ اور طرح طرح کے فریب مجھکو دینا چاہتے ہین۔ کوئی صاحب میرے حسن وجمال کی تعریف کرتے ہین۔ اگرچہ اونکا تعلق مین ایسی رنڈیون سے ہو چکی ہون جو بدرجہا مجھسے بہتر ہین۔ کوئی صاحب میرے کمال موسیقی پر غش ہین۔ حالانکہ اونکے کان تال سم سے آشنا نہین۔ کوئی میری شاعری کے مدّاح ہین۔ جنھون نے عمر بھر ایک مصرعہ موزون کہنا تو کیسا پڑھا بھی ہوگا۔ ایک صاحب میری علمیت کے قائل ہین۔ خود بھی پڑھے لکھے ہین۔ مگر مجھکو "مولانا بالفضل اولٰنا" سمجھتے ہین۔ معمولی مسئلے روزہ نماز کے بھی مجھی سے پوچھ لیا کرتے ہین۔ گویا کہ آپ میرے مرید یا متعلّد ہین۔ ایک میرے عاشق زار میری دولت اور کمال سے کوئی واسطہ نہین رکھتے ہر وقت میری تندرستی کے خواہان ہین۔ ہر بات پر اللہ ہین۔ مجھے چھینک آئی۔ اور اون کے درد سر ہونے لگا۔ مجھے درد سر ہوا اور اون کے دشمنون کا دم نکل گیا۔ ایک بزرگ ناصح مشفق بنے ہین۔ دنیا کے نشیب و فراز سمجھایا کرتے ہین۔ مجھکو بہت ہی بھولا سمجھتے ہین۔ اسطرح باتین کرتے ہین جیسے کوئی دس گیارہ برس کی لڑکی سے باتین کرتا ہو۔

مین ایک گھاگ عورت ہون۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے۔ جو جس طرح بناتا ہے بنجاتی ہون۔ اور درحقیقت اونکو بناتی ہون۔ خلوص کے ساتھ بھی ملنے والے دو ایک صاحب ہین۔ بے غرض ملتے ہین۔ اونکا مقصود صرف ایک مذاق خاص ہے۔ مثلاً شعر وسخن۔ یا گانا بجانا۔ یا صرف لطف گفتگو۔ نہ اونکو کوئی غرض مجھسے ہے نہ مجھے کوئی غرض اون سے ہے۔ ایسے لوگون کو مین دل سے چاہتی ہون۔ اور یہ بے غرضی رفتہ رفتہ ایک غرض ہو گئی ہے کہ نہ مجھے بغیر اونکے چین آتا ہے نہ اونھین بغیر میرے۔ مگر ان لوگون مین سے کوئی مجھے گھر مین بٹھانے کا امیدوار نہین ہے۔ کاشکے ایسا ہوتا! مگر یہ تمنا ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے۔ کاشکے جوانی پھر آتی!

اسمین کوئی شک نہین کہ عورت کی زندگی جوانی تک ہے۔ اگر جوانی کے ساتھ ہی زندگی بھی ختم ہو جایا کرتی تو کیا خوب ہوتا۔ مگر ایسا نہین ہوتا۔ یون تو بڑھاپا ہر ایک کے لیے بُرا ہے۔ خصوصاً عورت کے لیے۔ خصوصاً رنڈیون کے لیے۔ رنڈیون کے لیے بڑھاپا دوزخ کا نمونہ ہے۔ بڑھیا فقیرنیان جو لکھنؤ کے گلی کوچون مین پڑی پھرتی ہین۔ اگر غور کیجیے گا تو اونمین اکثر رنڈیان نکلین گی۔ اور رنڈیان بھی کون سی جو کبھی زمین پر پاؤن نہ رکھتی تھین۔ قیامت برپا کر رکھی تھی۔ ہزارون بھرے پرے گھر تباہ کردیے۔ سیکڑون جوانون کو بے گناہ قتل کیا۔ جہان جاتی تھین لوگ آنکھین بچھاتے

تھے۔ اب کوئی انکی طرف آنکھ اوٹھا کے بھی نہین دیکھتا۔ پہلے جہان بیٹھ جاتی تھین لوگ باغ باغ ہوجاتے تھے اب کوئی کھڑے ہونے کا بھی روادار نہین۔ پہلے بِن مانگے موتی ملتے تھے اب مانگے بھیک نہین ملتی۔

انمین سے اکثر اپنے ہاتھون اپنی تباہی کا باعث ہوئین۔ ایک بڑی بی میرے مکان پر کبھی کبھی آیا کرتی تھین۔ کسی زمانے مین بڑی مشہور رنڈیون مین تھین۔ جوانی مین ہزارون روپے کمائے۔ ذرا مزیدار جوڑا تھا۔ جب سِن سے اوترین وہی کمائی یارون کو کھلانا شروع کی۔ بڑھاپے مین ایک نوجوان کے گھر بیٹھین۔ اوسکی جورو خوبصورت۔ کم سن۔ علاوہ اِسپر کیا دیکھنا۔ پہلے تو بیوی ذرا بگڑین۔ مگر جب میان نے اصل مطلب سمجھا دیا۔ خاموش ہو رہین۔ انکی خاطرین ہونے لگین۔ جبتک مال رہا۔ خوب دونون میان بیوون نے پھسلا پھسلا کے کھایا۔ آخر کنگال ہوگئین۔ اب کون پوچھتا تھا۔ نکال باہر کیا۔ گلیون کی ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہین۔

بعض بے وقوف رنڈیون نے کسی کی لڑکی لے کے پالا اوس سے دل لگایا۔ (اِس حماقت مین مین بھی گرفتار ہوچکی ہون) مگر جب وہ جوان ہوئی لے دے کے کسی کے ساتھ نکل گئی۔ یا اگر رہی تو کل مال رفتہ رفتہ اپنے قبضے مین کیا۔ اِنکو گھر کا انتظام یا ماماگری کرنے کو رکھ لیا۔

آبادی نے بھی جل دیا ہوتا مگر وہ تو کہو اوسکے کرتوت پہلے ہی کھل گئے نہین تو مجھے لوٹ ہی کے جاتی۔ مرد کیا اور عورت کیا۔ رنڈی کی قوم مین بدکارون کی زندگی کا اصول ہی ایسا بگڑا ہوا ہے کہ ایک دوسرے مین محبت نہین ہوسکتی۔ نہ کوئی سمجھدار مرد ہی انکو دل دیسکتا ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہین کہ رنڈی کسی کی نہین ہوتی۔ اور نہ عورت ہی ایسی محبت کرسکتی ہے۔ نوچیان اپنے دل مین یہ سمجھتی ہین کہ جاتے ہم ہین پھر انکو کیون دین۔

اگلے قدردان مرد زوال حسن کے بعد کنارہ کرتے ہین۔ یہ اسکی عادی ہوتی ہین کہ لوگ جھوٹی خوشامدی کیا کرین۔ بھلا اب کوئی خوشامد کیون کرنے لگا۔ غرضکہ مرد اِن سے کنارہ کش اور یہ مردون کی شاکی رہتی ہین۔

پہلے پہلے مین بھی اور رنڈیون کی زبانی مردون کی بے وفائی کا دُکھڑا سُنکے وقت ضائع کرتی تھی اور بے سمجھے اونکی ہان مین ہان ملادیتی تھی۔ مگر باوجود اِسکے کہ گوہر مرزا نے میرے ساتھ جو کچھ سلوک کیا وہ آپ کو معلوم ہے۔ اور نواب صاحب جنھون نے بجبر نکاح کا الزام لگایا تھا اوسکو بھی آپ سن چکے پھر بھی مین مردون کو بے وفا نہین کہہ سکتی۔ اِس معاملے مین عورتین خصوصاً بازار والیان اون سے کسی طرح کم نہین ہین۔ محبت کے باب مین مرد (معاف کیجیے گا) اکثر بے وقوف اور عورتین بہت ہی چالاک ہوتی ہین۔ اکثر مرد سچے دل سے اظہار عشق کرتے ہین۔ اور اکثر عورتین جھوٹی محبت

جاتی ہین۔ اسلیے کہ مرد جس حالت مین اظہار تعشق کرتے ہین وہ حالت اونکی اضطراری ہوتی ہے اور عورتین بہت جلد متاثر نہین ہوتین۔ کیونکہ مرد بہت ہی جلد عورتون کے حسن ظاہر پر فریفتہ ہوکر اونکا شیدا ہو جاتا ہے۔ اور عورتین اِس باب مین زیادہ احتیاط کرتی ہین۔ اسی لیے مردون کی محبت کسی قدر سریع الزوال ہے اور عورتون کی محبت غیر الزوال۔ مگر جانبین کے حسن معاشرت سے اِن امور مین ایک خاص قسم کا اعتدال پیدا ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ دونون یا کم ازکم ایک کو سمجھ ہو۔ واقعی مرد اِس باب مین سریع الاعتقاد ہوتے ہین۔ اور عورتین انتہائی شکی۔ مرد پر عورت کا جادو بہت جلد چل جاتا ہے۔ مگر عورت پر جب کامل مشکل سے کارگر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہ نقص فطرت کی طرف سے ہے۔ اسلیے کہ عورتین ضعیف القویٰ ہین۔ اسلیئے اونکو بعض وصف ایسے دیے گئے ہین جس سے یہ کمی پوری ہو جاے۔ منجملہ ان اوصاف کے ایک وصف یہ ہے۔ بلکہ مین کہہ سکتی ہون شاید یہی ایک وصف ہے۔ اسکی مثال جانورون مین بھی مل سکتی ہے۔ اکثر ضعیف جانورون مین بھی حیلہ گری کا مادّہ ہے۔

اکثر مرد یہ کہین گے کہ عورتین حسین ہوتی ہین۔ مین اسکی قائل نہین۔ درحقیقت نہ مرد ہی بجاے خود حسین ہے۔ نہ عورت۔ بلکہ ہر ایک کو ایسا حسن عنایت ہوا ہے جو دوسرے کو اچھا معلوم ہو۔ یون تو مرد عورت جسکا ناک۔ نقشہ اچھا ہوتا ہے سب اوسے پسند کرتے ہین۔ مگر اصل قدردان مرد کے حسن کی عورت اور عورت کے حسن کا مرد ہے۔ ایک خوبصورت عورت دوسری عورت کے سامنے اوس خوشرنگ پھول سے زیادہ نہین ہے جسمین خوشبو نہو۔ اور ایک بدصورت مرد بھی خوبصورت سی خوبصورت عورت کی راے مین خوشبودار پھول کی طرح دل پسند ہے۔ اگرچہ اوسکی شکل اور رنگت مین کوئی ندرت نہو۔ محبت کے باب مین غلطی صرف ایک ہی طرف سے نہین ہوتی بلکہ دونون اِس باریکی کو نہین سمجھتے۔ اِن دونون محبتون کی اصلیت مین فرق ہے جس نگاہ سے مرد عورتون کو دیکھتے ہین اوس نگاہ سے عورت مرد کو دیکھتی ہی نہین۔ عورتون کی محبت کرنے کا اندازہ اون مردون مین ایک حد تک پایا جاتا ہے جو کسی مالدار عورت کے دامن دولت سے وابستہ ہے۔ یا جسکا سن بہت کم ہے۔ مگر کوئی سن رسیدہ عورت اونکو کیون چاہنے لگی۔

اسمین شک نہین کہ عورتین جوان مرد سے بہ نسبت بڈھیون کے زیادہ محبت رکھتی ہین۔ مگر اسکی وجہ بھی محض حسن و جمال نہین ہے۔ بلکہ یہ وجہ ہے کہ عورت ضعیف القویٰ ہے۔ اسلیے وہ ہر حالت مین اپنے حمایتی کو بہت دوست رکھتی ہے تاکہ وقت ضرورت اوسکو خطرے سے بچا سکے پس جوان سے بہ نسبت بڈھے کے اسکی زیادہ توقع ہو سکتی ہے۔ اور حسن و جمال اِس خوبی کے ساتھ مل کر اوسکے وصف کو رونق دیدیتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرد کی محبت مین صرف لذت حاصل کرنا مقصود ہے۔ اور عورت کی محبت مین ظلم
سے محفوظ رہنا اور لذت حاصل کرنا دونون غرضین شامل ہین۔ چونکہ یہ مشہور ہے کہ محبت بے غرض
ہونا چاہیے۔ اور عورت کی محبت مین اسکا زیادہ لگاؤ ہے۔ لہذا وہ اسکے چھپانے کی کوشش
کرتی ہے۔ شاید کوئی یہ کہے کہ جو امور مین نے اس موقع پر بیان کیے ہین انمین سے اکثر باتون کا احساس
نہ مردون کو ہوتا ہے نہ عورتون کو۔ تو مین اوسے تسلیم کرونگی۔ اور یہ کہونگی کہ یہ باتین اصل فطرت
سے مرد عورتون کے خمیر مین داخل ہین۔ کچھ ضرور نہین ہے کہ اونھین اسکا شعور بھی ہو۔ مین نے
عمر بھر کے تجربے کے بعد یہ امور دریافت کیے ہین۔ اور میرے ساتھ جو شخص اسپر غور کرے گا وہ ایسے
سمجھ سکتا ہے۔
مین دیکھتی ہون کہ اکثر عورتین اور ناخواندہ مرد بھی ایسی باتون پر غور نہین کرتے۔ اسلیے اونکو
اپنے زمانۂ زندگی مین بہت سی بک بک جھک جھک کرنا پڑتی ہے۔
میرے خیال مین مرد اور عورت دونون اپنے اپنے رتبے اور اغراض کو سمجھ لین۔ تو اونمین
ہرگز ملال نہو۔ بہت سی آفتین ٹل جائین اور بہت سی دقتین دور ہو جائین۔
مگر ایک مشکل ہے کہ جب کسی کو کسی کو کسی بات کی فہمائیش کیجاے تو اکثر یہی جواب ملتا ہے۔
ہو او وہی جی ا جو تقدیر مین ہوگا۔ ہو رہے گا۔" اسکا یہ مطلب ہے کہ ہم جو چاہین کرین۔ ہمین نہ رو کو۔
"ہمارے کیے کچھ نہین ہوتا" یعنے ہماری بدکاریون کا کوئی نتیجہ نہین ہے۔ "جو کچھ ہوگا تقدیر
سے ہوگا" یعنی جو نتیجہ نکلے گا وہ معاذ اللہ خدا کی طرف سے ہوگا۔ یہ لغو گفتگو اگلے زمانے مین
کسی قدر بامعنی بھی تھی۔ کیونکہ اوس زمانے مین اتفاقات سے گھڑی بھر مین کچھ کا کچھ ہو جایا
کرتا تھا۔ اسپر مجھے شاہی زمانے کی ایک نقل یاد آئی ہے۔
زمانۂ شاہی مین انقلاب کا ثبوت اکثر ملتا رہتا۔ لوگون کی حالتون مین دفعتاً تغیر ہو جایا کرتا تھا
ایکدن کا ذکر ہے۔ ایک سپاہی نہایت ہی شکستہ حال سوتی محل کے پھاٹک کے پاس چبوترے
پر پڑا سو رہا تھا۔ قضاے کار نماز صبح کے بعد بادشاہ ٹہلتے ہوے اودھر نکل آئے۔ اتفاقاً اوس وقت
کوئی ساتھ نہ تھا۔ نہین معلوم کیا جی مین آیا۔ آپ نے اوسے جگا دیا۔ وہ سپاہی یونہین نیند
سے آنکھین ملتا ہوا اوٹھا۔ جہان پناہ پر نگاہ پڑی پہلے تو گھبرا گیا۔ مگر پھر ایک ہی لمحہ مین
اپنی حالت کو سمجھ گیا۔ فوراً تلوار نذر کی۔ بادشاہ نے نذر قبول کر لی۔ زنگ آلودہ تلوار بھی
میان سے بدقت نکلی۔ پھر دیکھ بھال کر اوس تلوار کی تعریف کی اور میان مین کرکے اپنی کمر
مین لگا لی۔ خود جو ولایتی باندھے ہوئے تھے جسکا طلائی قبضہ تھا۔ مع کمر مرصع اوسکو حوالہ کی۔
اوسی موقع پر حضور عالم (خطاب علی نقی خان وزیرزادہ) آگئے۔ جہان پناہ نے اوس جوان
اور اوسکی تلوار کی تعریف کی۔